

صنعت عاطلہ پر مشتمل نعتیہ مجموعہ مدح رسول ﷺ ایک جائزہ

An overview on "Natia Aggregation" Madh-e-Rasool (SAWW) "in the form of Sanat –E Atila

حناء توسیف، پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، فیصل آباد

Hina Tosief , Ph.D Scholar
GC Women University Faisalabad.

ڈاکٹر صدق نقوی، صدر شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، فیصل آباد

Dr. Sadaf Naqvi, Head of Department of Urdu, GC Women University Faisalabad.

ABSTRACT

The writers and the poets of Urdu literature showed their skills in “Sanat-E-Atila” in both forms: “Nazam and Nasar”. In Urdu literature, the samples of “Sanat-E-Atila” are presents in “Quran, Tafaseer, Seerat nigari, Ghazal, Qaseeda, Marsia, and in other forms of poetry. Especially, the poets arranged aggregations (majmua) of Hamdia and Natia poetry. The “Midh-E Rasool (S.A.W)” by Raghab Murad Abadi got a distinguished status in the Natia Majmoa of Sanat E Atila. There are 40 Naats and 23 Rubayan in the whole book. The complete book is revolving around the seventeen ghair manqoot words.

His expression of love in the challenging Sanat like Sanat E Atala is the obvious proof of his Ishq towards the Holy Prophet (PBUH). His passion of love and devotion towards the Holy prophet (PBUH) can be seen on each and every page of this book “Midhe E Rasool”(S.A.W). His “Natia majmoa” is a masterpiece for Scholars, writers, researchers, and pure-hearted peoples and a source of salvation on the Day of Judgment.

KEYWORDS: Sanat-E-Atila, Madhe-E-Rasool(S.A.W), Quran, Tafaseer, Sirat Nigari, Ishaq E Rasool (S.A.W)

کلیدی الفاظ: صنعت عاطلہ، مدح رسول ﷺ، قرآن، تفاسیر، سیرت نگاری، عشق رسول

ایسا کلام خواہ نظم ہو یا نثر جس میں کوئی حرف نقطہ دار نہ ہو صنعت عاطلہ کہلاتا ہے۔
جیسے انشا اللہ خاں انشاکا یہ شعر دیکھیے۔

اور کس کا آسرا ہو سرگروہ اس راہ کا

آسرا اللہ اور آل رسول اللہ کا (۱)

بغیر نقطے والے حروف کو مہملہ بھی کہا جاتا ہے۔ صنعت مہملہ کے لیے دیگر کئی نام بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔ مثلاً عاطل، عاطلہ، معرا، بغیر نقطہ یا نقاط، نقطوں سے خالی، ضاعت یا صنعتہ اہمال، معجم کا غیر، حروف معجمہ سے خالی۔

المعجم المفصل فی اللغة والا دب کے مطابق

”العاطل من الحروف هو الحرف الذي لا نقطه له في شكله الكتابي، و نقیضه الحروف الحالی، وهو المنقط“ (۲)

یعنی عاطل وہ کلام ہے جو ایسے حروف کی عبارت پر مشتمل ہو، جن کی تحریری صورت میں نقطہ نہ آتا ہو۔ مثلاً اس، ک اور م وغیرہ۔

عاطل کی مثال ناصیف الیازجی کے یہ شعر دیکھیں

الحمد للہ الصمد حال السرور والکمد

اللہ لا الہ الا اللہ مولاک الاحد (۳)

اللہ لا الہ الا

اس کائنات کے خالق و مالک نے اپنی ذات کے لیے جس نام کو چنا وہ عاطل یعنی (غیر منقوط) حروف پر مشتمل ہے۔ اور اس ذات نے اپنے خلیفہ، پہلے انسان، پہلے نبی ابوالشر آدمؑ کا جو نام رکھا۔ وہ بھی بغیر نقطوں کے حروف کو سمیٹے ہوئے ہیں۔ اور ہر انسان کی پہلی ماں ”حوا“ کا نام بھی غیر منقوط حروف پر مشتمل ہے۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمدؐ کے دونوں نام ”محمد ﷺ“ اور ”احمد“ بھی بغیر نقطوں کے حروف کو سمیٹے ہوئے ہیں۔ کلمہ طیبہ بھی غیر منقوطہ حروف پر مشتمل ہے۔

عرب میں اسلام کی آمد سے پہلے اور اسلام کے ابتدائی زمانے تک بغیر نقطوں کے لکھنے کا رواج تھا۔ بعض روایات کے مطابق تنقیط کو عیب سمجھا جاتا تھا۔ شروع میں جب قرآن مجید لکھا جاتا تھا۔ تو اس کے حروف پر بھی نقطے نہیں لگائے جاتے تھے۔ اور نہ ہی حرکات، سکنت، اعراب اور رموز اوقاف لگائے جاتے تھے۔ کیوں کہ اہل عرب اپنی زبان اور محاورہ کی مدد سے نقطوں، اعراب اور حرکات و سکنت کے بغیر بالکل صحیح قرآن پڑھ لیتے تھے۔ وہ اہل زبان تھے۔ اور ان تمام چیزوں سے مستغنی تھے۔ حضرت عثمانؓ نے جو مصحف تیار کرایا تھا وہ بھی ان تمام چیزوں سے معرا تھا۔ رفتہ رفتہ جب اسلام پھیلتا گیا۔ اور غیر عرب لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ تو ان نوواردوں کے لیے عربی زبان اور عربی کلام کو بغیر نقاط کے سمجھنا مشکل تھا۔ اور وہ اہل زبان نہ

ہونے کی وجہ سے قرأت میں غلطیاں کرنے لگے۔ تو پھر قرآن مجید پر سب سے پہلے نقطے لگائے گئے۔ پھر حرکات، سکناات اور اعراب لگائے گئے۔ بعض روایتوں کے مطابق جناب سیدنا حضرت علیؓ کے حکم سے ابو الاسود الدائلی نے اور بعض کے ہاں حجاج بن یوسف نے اپنے دور حکومت میں کلام پاک کی تنقیط، تنقیش اور تفکیک کا کام سرانجام دیا۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

”عبدالملک مروان نے مصحف کے حروف کو متشکل کرنے اور ان پر نقطے لگانے کا حکم دیا اس نے اس کام کے لیے حجاج بن یوسف کو شہر واسط سے فارغ کر دیا اور اس نے بہت کوشش سے اس کام کو سرانجام دیا اور اس میں احزاب کا اضافہ کیا۔ اس وقت حجاج عراق کا گورنر تھا۔ اس نے حسن اور یحییٰ ابن یعمر کے ذمہ یہ کام لگایا“ (۴)

زبیدی نے کتاب الطبقات میں مبرد کے حوالے سے یہ لکھا ہے کہ:

”جس شخص نے سب سے پہلے مصحف کے حروف پر نقطے لگائے، وہ ابو الاسود الدولی (متوفی ۶۹ھ) ہیں اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ابن سیرین کے پاس ایک مصحف تھا جس پر یحییٰ ابن یعمر نے نقطے لگائے۔“ (۵)

بہر حال جب تک عربی زبان بغیر نقطوں کے لکھی جاتی رہی۔ اس وقت تک منقوط اور غیر منقوط کلام کا کوئی تصور نہیں ملتا۔ تنقیط کے بعد ہی منقوط اور غیر منقوط نظم و نثر وجود میں آئی۔ اور ادباء و شعرا نے آگے چل کر اس مہمل و مجہم فن کو مختلف صورتوں اور شکلوں میں استعمال کیا۔ کچھ لوگوں نے فن غیر منقوط میں قرآن پاک کے تراجم و تفاسیر لکھیں۔ کچھ نے حمد و نعت میں اس فن کو آزمایا۔ بعض لوگوں نے نبی کریمؐ کی سیرت اور بعض نے اہل صحابہؓ کی مدح اور رثاء کو صنعت عاطفہ میں پیش کیا اور کچھ نے غیر منقوط قصائد، مثنویاں اور رباعیاں لکھیں، بعض نے اس فن میں نظم و نثر کو بادشاہوں سے انعام و اکرام وصول کرنے کا ذریعہ بنایا۔

اردو زبان میں کل ۳۶ حروف ہیں۔ جن میں سے ۱۸ حروف ایسے ہیں جن میں نقطہ نہیں آتا۔ یعنی تقریباً آدھی اردو زبان غیر منقوط ہیں۔ غیر منقوط حروف یہ ہیں (ا، ب، ج، د، ڈ، ر، س، ص، ط، ع، ک، گ، ل، م، و، ہ، ی، ے) بہت مشکل ہوتا ہے۔ ایک فقرہ میں ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جن میں نقطہ نہ آتا ہو اور فقرہ کا مفہوم بھی

سلامت رہے۔ یہ بہت مشکل اور سنگلاخ صنعت ہے۔ اور بہت کم ادبا اس میں پوری طرح کامیاب ہو سکے ہیں۔

اگرچہ یہ فن ایک مشکل ادبی نوع سے تعلق رکھتا ہے۔ پھر بھی بعض علماء، ادباء اور شعرا نے غیر منقوط نظم اور نثر دونوں میں اپنے قلم کو جولانی دی ہے۔ اردو ادب میں صنعت عاقلہ کسی بھی اور زبان سے کم نہیں بلکہ اگر ہم برصغیر کی حد تک یہ کہیں کہ غیر منقوط فن پر برصغیر میں دیگر زبانوں مثلاً عربی، فارسی، ترکی، پنجابی وغیرہ میں سب سے زیادہ اردو زبان کے ادباء و شعرا نے لکھا ہے۔ تو شاید بے جا نہ ہوگا۔ کیوں کہ ہم اردو ادب میں اشعار، قصائد، کتب و رسائل صنعت عاقلہ میں نسبتاً زیادہ پاتے ہیں۔

راغب مرادی کا صنعت عاقلہ پر مشتمل اولین نعتیہ مجموعہ "مدح رسول" اردو کا پہلا غیر منقوط نعتیہ مجموعہ ہے

راغب مرادی کا اصل نام اصغر حسین تھا۔ راغب تخلص کرتے تھے۔ ۲۷ مارچ ۱۹۱۸ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ شاعری میں مولانا ظفر علی خان کے شاگرد رہے۔ قیام پاکستان کے بعد پاکستان آئے۔ اور کراچی میں ہی ۱۸ جنوری ۲۰۱۱ء میں ان کا انتقال ہوا۔ راغب مرادی آبادی کا شمار پاکستان کے قدیم نسل کے اساتذہ شعرو سخن میں ہوتا ہے۔ انہوں نے جملہ اصناف سخن میں طبع آزمائی کی۔ اپنی شعری زندگی میں پہلے غزل اور پھر رباعی کی طرف رجحان ہوا۔ تاریخ گوئی اور فی البدیہہ میں ان کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ لیکن رباعی آپ کی سب سے پسندیدہ صنف سخن ہے۔

راغب مرادی اپنی ذات میں ایک ادارہ تھے۔ ان کو شہنشاہ رباعیت کہا جاتا ہے۔ انکی رباعیات میں ان کے عہد کی تاریخ رقم ہے۔ راغب مرادی نے اردو ادب کی خدمت کی۔ اور اردو کے بڑے نامور شعرا کی تربیت بھی کی۔ آپ کے تقریباً ۴۰۰ مجموعات کلام شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں غزلیں، نظمیں، منقوٹہ وغیرہ منقوٹہ نعتیں، رباعیاں اور پنجابی شاعری شامل ہے۔ حکومت پاکستان نے ان کی ادبی خدمات کے اعتراف میں انہیں تمغہ حسن کارکردگی سے نوازا۔

صنعت عاقلہ پر مشتمل ان کا نعتیہ مجموعہ "مدح رسول" ہے۔ کتاب کا سنہ تصنیف ۱۹۷۹ء ہے۔ لیکن اس کی اشاعت ۱۹۸۳ء میں ایجوکیشنل پریس کراچی سے ہوئی۔ کتاب ۱۷۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں ۴۰ غیر منقوط نعتیں اور ۲۳ رباعیاں ہیں۔ پوری کتاب صرف ۷۷ غیر منقوط حروف کے دائرے میں محدود رہ کر لکھی گئی ہے۔ راغب صاحب نے نون غنہ (ن) اور "ی" "ے" کو بھی منقوط حروف گردانتے ہوئے ان کے استعمال سے بھی احتراز کیا ہے۔ پورے مجموعہ کلام میں سوائے ان کے تخلص

”راغب“ کے کسی اور لفظ میں نقطہ نظر نہیں آتا۔ کتاب کے آغاز میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے کچھ غیر منقوط اسماء کا ذکر کیا ہے۔

اللہ کے ۱۳ غیر منقوط اسماء جو شامل کتاب ہیں۔ درج ذیل ہیں۔

”الاول، الصمد، الاحد، الواحد، الودود، الواسع، العدل،

الحکم، المصور، السلام، الملک، الّاھو، مالک الملک“^(۶)

اسمائے رسول کے ۲۴ غیر منقوط اسماء جو شامل کتاب ہیں۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

”رسول، احمد، حامد، محمود، داع، ہاد، مہد، طہ، طس،

طم، عادل، اُولی“^(۷)

اس کے بعد کلمہ طیبہ اور پھر درود و سلام کا ابتدائی غیر منقوط حصہ شامل کتاب ہے۔ اظہر عباس ہاشمی، ڈاکٹر سید ابو الخیر کشتی، شان الحق حقی اور سید فراست رضوی کے مضامین بھی شامل کتاب ہیں ”الحمد للہ“ کے عنوان سے راغب مراد آبادی کا ایک غیر منقوط مضمون بھی صفحہ ۴۷ تا ۵۱ شامل ہے۔ کتاب کے آخر میں فرہنگ ہے۔ جو ۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ اردو غیر منقوط نعتیہ مجموعوں میں ”مدح رسول“ کو اولیت حاصل ہے۔

چند مثالیں دیکھیں۔

ہو گوہر اکرام عطا احمد مرسلؑ

ہو لمحہ کرم اور سوا احمد مرسلؑ^(۸)

دو عالم کا دل اور دل آرا محمدؐ

ہمارا محمدؐ، ہمارا محمدؐ^(۹)

مدح رسولؐ کی ۴۰ نعتوں اور ۲۳ رباعیوں کے حوالے سے ابو الخیر کشتی اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ مدح رسولؐ کی ۴۰ نعتیں حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل کی زندگی کا احاطہ کرتی ہیں۔ اور ۲۳ رباعیاں ان کی نبوت کے زمانے کا نقشہ ہے۔ اور اسی نسبت کا ذکر جب انہوں نے راغب صاحب سے کیا۔ تو انہوں نے حیرت کا اظہار کیا اور کہا ”میں نے تو یوں سوچا بھی نہ تھا“ حقیقت یہ ہے کہ بحیثیت امتی حضور نبی کریمؐ کی ذات سے ہمارا ایک ایسا راست تعلق ہے۔ جو شعوری اور لاشعوری طور پر ہماری ذات کی ہر جہت پر غالب ہے۔

بقول شاعر ابو الخیر کشتی

ہر ایک خلوتِ جاں میں اسی کی محفل ہے

ہر ایک شخص کو اپنا دکھائی دیتا ہے (کشتی) (۱۰)

کشتی کے خیال میں یہ رسول پاکؐ کے ذکر کی ایک زندہ کرامت ہے۔ کہ مداحی رسول اکرمؐ میں صنعتِ غیر منقوت بھی صنعتِ معنوی بن جاتی ہے۔ کیونکہ حضورؐ کے دونوں ناموں محمدؐ اور ”احمد“ میں نقطہ نہیں ہے۔ دوسرا اس صنعت میں مداحی رسولؐ کی وجہ سے مصنف اپنا زیادہ وقت فکر و ریاض اور ذکرِ رسولؐ میں گزارتا ہے۔ اور پھر ایسے نقوش اس کے قلم کے ذریعے کاغذ کے سینے پر ثبت ہوتے ہیں جو ہر داغ سے پاک ہوتے ہیں۔ کشتی نقطے کو بھی اس صنعت میں ایک داغ قرار دیتے ہیں۔ راغب صاحب نے انتہائی سادہ، آسان اور سلیس زبان میں نعتیں کہی ہیں۔ بعض نعتیں ایسی شستہ اور رواں ہیں۔ کہ وردِ زبان ہو جائیں۔ اکثر نعتیں ایسی ہیں۔ کہ جنہیں پڑھتے ہوئے اس کے غیر منقوت ہونے کا احساس تک نہیں ہوتا۔ راغب صاحب نے مشکل اور غیر مانوس الفاظ کے استعمال سے گریز کیا ہے۔

چند مثالیں دیکھیں:-

مسلسل اس کا کرم لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

ہو ورد دم ہمہ دم لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (۱۱)

اسم رسولؐ دوسرا صل علی محمدؐ

ورد مر اسدا رہا، صل علی محمدؐ (۱۲)

حمد میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جاتی ہے اور بے شک سب تعریفوں کا سزاوار اللہ جل شانہ ہے۔ جیسا کہ قرآن پاکؐ کی پہلی ہی سورت فاتحہ میں ہے۔ ”الحمد لله رب العالمین“ اور ”بے شک سب تعریفیں اسی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔“ اور نعت میں اس کی تعریف کی جاتی ہے جس کی تعریف خود خالق کائنات اور سب تعریفوں کا حق دار بھی ادا کرتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی ذات وہ ذات ہے۔ جن سے زیادہ کسی کی تعریف نہیں کی گئی۔ حضرت محمد ﷺ کی تعریف مخلوق خدا کے ساتھ ساتھ خالق کائنات اور اس کے فرشتے بھی کرتے ہیں اور آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ قرآن پاکؐ میں حضور اکرمؐ کی تعریف و توصیف میں جتنی بھی آیات نازل ہوئی ہے وہ سب نعت کے زمرے میں آتی ہیں۔

محمدؐ کا کرم درکار ہو گا

مراد دل محرم اسرار ہو گا (۱۳)

محمدؐ کو مراد و مدعا لکھ

دو عالم کا سہارا آسرا لکھ (۱۴)

راغبؒ صاحب کی نعتوں میں انتہائی عاجزی و انکساری اور عقیدت و احترام کے عناصر پائے جاتے ہیں۔ ایک سچے عاشق رسول اور درِ رسولؐ کے گدا کی حیثیت سے وہ حضور نبی کریمؐ سے لطف و کرم کی استدعا کرتے نظر آتے ہیں۔ آپؐ جنہیں رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا گیا۔ آپؐ سے سب گناہ گار اُمید شفاعت رکھتے ہیں۔ آپؐ کی رحمتہ اللعالمین کا اظہار بروز حشر بھی ہو گا جب آپؐ گنہ گاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ حضور پاکؐ کی ذات مبارک جو سب انسانوں سے افضل اور باعث تخلیق کائنات ہے۔ ان کے غلام کا اندازِ سخن ایسا ہی ہونا چاہیے۔

راغبؒ کم سواد اٹھ

دوڑ کھلا درِ رسول (۱۵)

المدد، المدد دیکھو

واہ، وہ ہوا درِ رسول (۱۶)

یہاں راغبؒ اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول پاکؐ کی رحمت کا دروازہ جو کہ ہر خاص و عام کے لیے کھلا ہے۔ اٹھ اور اس عظیم ذات کے لطف و کرم سے فیض یاب ہو۔ کیوں کہ یہی وہ پاک ذات ہے جو دنیا میں بھی سب انسانوں کے لیے باعث رحمت ہے اور آخرت میں بھی اور اسی در سے وابستگی میں ہی کامرانی و کامیابی مضمر ہے۔ آپؐ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپؐ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس لیے قیامت تک کے لیے تمام انسانوں کے لیے حضور پاکؐ ﷺ کی ذات ہی ہدایت اور رہنمائی کا سرچشمہ ہے۔

مسکراہٹ کا اک درم مولا!

کا سہ، روح گدا کا ہو معمور (۱۷)

مداح رسولؐ کا رہا دل

واللہ کہ کام کا ہوا دل (۱۸)

رسول پاکؐ ﷺ کے لطف و کرم سے فیض یاب ہونا ہو تو ضروری ہے۔ کہ مداح کا دل عشق و محبت کے حقیقی جذبات سے لبریز ہو۔ اور وہی دل کام کا دل ہے۔ جس دل میں حضور نبی کریمؐ ﷺ کی محبت ہو۔ کیونکہ رسول پاکؐ ﷺ سے محبت اور عقیدت ہمارے ایمان کا لازمی جزو ہے۔ اس محبت کے بغیر ہمارے ایمان کی تکمیل ممکن نہیں ہے۔ اور حقیقت میں نعتیہ شاعری کی بنیاد عشق رسولؐ ﷺ سے ہی ممکن ہے اور

عشق رسول ﷺ اپنی ذات کی نفی اور کامل سپردگی سے ہی ممکن ہے۔ یہ غلام کامل سپردگی کے ساتھ آپؐ کی ذات سے لطف و کرم کی ایک نگاہ کی اُمید رکھتا ہے۔ اور علم و عمل اور ہدایت و رہنمائی کے موتی عطا کرنے کی التجا کرتا ہے۔ تاکہ اس گدا کی روح ایمان کی حقیقی لذت سے سرشار ہو۔

دُرِ علم و عمل کرو مولا

اس گدا کو عطا حماک اللہ (۱۹)

شان الحق حقی لکھتے ہیں:-

”جناب راغب مراد آبادی ہمارے عہد کی ان چند باکمال ہستیوں میں ہیں۔ جن کے سامنے میرا سر نیاز جذبہ عقیدت اور وفور تحسین سے جھک جاتا ہے۔ انہوں نے اپنے آپ کو استاد نہیں کہلوا یا۔ مگر استاد کا لقب انہیں زیب دیتا ہے۔ راغب صاحب کی نعتوں میں کہیں بھی کوئی بات ثقاہت یا معقولیت سے ہٹی ہوئی نہیں ملے گی۔ اظہار محبت و واردات ہے جیسا کہ چاہیے۔ مگر پوری احتیاطوں کے ساتھ جو ان کے خلوص کلام کی شاہد ہیں۔ یہ مجموعہ اردو ادب کے جواہر خانے میں ایک بیش بہا اضافہ ہے۔ اور یقین ہے۔ کہ فارسی میں فیضی کی ”سواطع الالہام“ کی طرح راغب صاحب کا یہ کارنامہ بھی اردو میں منفرد رہے گا“ (۲۰)

رباعی راغب صاحب کی پسندیدہ صنف سخن ہے۔ انہیں رباعی میں خاص ملکہ حاصل تھا۔ وہ کسی بھی خیال یا صورت حال کو باآسانی رباعی کے قالب میں ڈھال لیتے تھے۔ ابو الخیر کشتی کے خیال میں ”مدح رسول“ کی رباعیوں میں رسول کریمؐ کی مدح خوانی کے علاوہ دو لہجے اور خطاب کی دو سطحیں نظر آتی ہیں۔ ایک لہجہ جس میں شاعر اپنے آپ سے خطاب کرتا ہے۔ اور دوسرا لہجہ جس میں شاعر اہل ایمان کو درِ سرکار سے وابستگی کی دعوت دیتا ہے۔ اپنی ذات سے خطاب کی ایک مثال دیکھیں:-

اصلاح ہر امر دہر، کارِ اسلام

احکام رسولؐ، اصل حصارِ اسلام

ہو عامل ہر حکم محمدؐ، راغب

کر دل کو مدام کام گارِ اسلام (۲۱)

حضور پاک ﷺ کا ہر قول اور فعل قرآن پاک کی عملی تفسیر ہے۔ آپ ﷺ نے وہی کچھ کہا اور کیا۔ جو حق تعالیٰ نے ان سے بذریعہ وحی کہلوا یا۔ لہذا ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ کہ وہ اپنی خواہشات کو رسول پاک ﷺ کے احکامات کے تابع کرے۔ اگر کوئی شخص ایسا نہیں کرتا تو وہ گویا ایمان کی

لذت سے نا آشنا ہے۔ راغب صاحب خود کو مخاطب کرتے ہوئے اپنے ہر عمل، جذبے اور احساس کو حضور نبی کریم ﷺ کے حکم کے تابع کرنے کو کہتے ہیں۔ تاکہ دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی نصیب ہو سکے
دوسری مثال دیکھیے:-

واہ ہو گا درِ امام، آؤ لوگو
دوڑو، دار السلام، آؤ لوگو
اللہ کا مدوح، دو عالم کا رسول
در اس کا مدام، کھٹکٹاؤ لوگو (۲۲)

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس نے اپنے پیغمبر کا عملی مجسمہ سب کے سامنے رکھ دیا ہے۔ اور اسی عملی مجسمے کی پیروی کو خدا کی محبت اور اس کے پیار کا مستحق بننے کا ذریعہ بتایا ہے۔ ہر شعبے اور ہر طبقے سے تعلق رکھنے والے انسانوں کے لیے حضور نبی کریم کی ذات اقدس ہی جامع، کامل اور عالمگیر رہنما ہے۔ اسلام ہمیں سنت نبوی کے اتباع کی دعوت دیتا ہے۔ اور ایک مسلمان کی فلاح اور کامیابی اسی سے ممکن ہے۔ شاعر بھی اس فرقہ زدہ امت کو اپنے فقہی اختلافات کو دور کر کے اتحاد کی دعوت دیتا ہے۔ اور درِ رسول کو کھٹکھٹانے یعنی ہمیشہ اس در سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ کیونکہ یہی وہ در ہے۔ جو باعث رحمت ہے۔ اور وسیلہ نجات بھی۔
ابوالخیر کنفی لکھتے ہیں:-

”مدح رسول“ کی نعتوں اور رباعیوں میں بہت کم مقامات ایسے ہیں۔ جہاں صنعت غیر منقوطہ اظہار، جذبہ اور اردو کے مزاج پر غالب آئی ہو۔ وہاں بیشتر مقامات پر یہ مشکل صنعت حجاب درمیاں نہیں بنی ہے۔ بلکہ وسیلہ انعکاس جذبہ و خیال کے طور پر سامنے آتی ہے“ (۲۳)

ایک طرف حضور نبی کریم ﷺ جیسی عظیم المرتبت شخصیت کی مدحت جس کے لیے حد درجہ ادب و احترام، عقیدت، عشق رسول اور روح و دل کی پاکیزگی درکار ہے۔ دوسری طرف صنعتِ عاطفہ جیسی مشکل صنعت جس میں ایک غزل، نظم یا ایک شعر کہنا ہی محال ہے۔ کجا کہ ایک پورا نعتیہ مجموعہ۔ راغب صاحب کو اس راہ کی مشکلات کا بخوبی اندازہ تھا۔ لہذا جب انہوں نے اس کام کا ارادہ کیا۔ تو اس کام کی احسن تکمیل کے لیے بارگاہ الہی میں التجا کرتے ہیں۔

مثلاً ان کے بے نقط مضمون ”الحمد لله“ سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو:-

”رو رو کر گڑ گڑا کر اور ڈر ڈر کر کہا مولا! کردگارا، داورا،
المدد، المدد، المدد! لہ داورس، رحم و کرم، رحم و کرم، ملال

دُور کر اور دلِ کم حوصلہ کو، حوصلہ محکم اور رُوح کو کابلِ ملکہ
مدح رسول ﷺ عطا کر، واسطہ محمد ﷺ و آلِ محمد ﷺ
کا، درِ محامدِ محمد ﷺ کو وا کر، روح و دلِ مداح احمد مرسل کو
حمائد و محامدِ محمدؐ کا سراسر محرم، ہم صد اوہم دل کر۔ ” (۲۳)
رسولِ ہدیٰ کا کرم اللہ

ہو اور اک اک اَلم اللہ اللہ ” (۲۵)

ان کی یہ التجا ”مدح رسول ﷺ“ کی تکمیل کی صورت میں پوری ہوئی اور
کا سہ دل سرورِ سرمد سے معمور ہوا۔ نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس سے راغب
صاحب کا والہانہ عشق اور محبت و عقیدت کا جذبہ ”مدح رسول ﷺ“ کے ہر صفحہ
پر جگمگاتا نظر آتا ہے۔ اور صنعتِ عاطفہ جیسی مشکل صنعت میں ”مدح رسول“ کا اظہار
ان کی دقتِ نظری اور عشقِ رسول کا واضح ثبوت ہے۔ اور یہ سب عطائے خداوندی
سے ہی ممکن ہے۔ ان کا یہ نعتیہ مجموعہ اہل علم و ادب اور اہل دل کے لیے ایک خزینہ
ہے اور آخرت میں ان کے لیے ذریعہ نجات ہے۔

حوالہ جات

- ۱۔ انشاء، انشاء اللہ خاں، سلک گوہر، رام پور: اسٹیٹ پریس، طبع اول ۱۹۴۸ء، ص ۵
- ۲۔ امیل بدیع یعقوب، الدکتور، بیٹال عاصی، الدکتور، المحم المفضل فی اللغۃ
الادب، بیروت: دار العلم للملایین، الطبعة الاولى، ۱۹۸۷ء، ص ۸۰
- ۳۔ ناصیف الیازجی، مجمع البحرین، بیروت: دار صادر، بدون سنۃ الطبع، ص ۸۹
- ۴۔ القرطبی، ابی عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع الاحکام القرآن، جلد اول، بیروت:
لبنان، الطبعة الاولى ۱۴۲۷ھ-۲۰۰۶ء، ص ۱۰۲
- ۵۔ الزبیدی، ابی بکر محمد بن الحسن الاندلسی، طبقات النحویین واللغویین، تحقیق (محمد ابو
الفضل ابراہیم)، مصر: دار المعارف، الطبعة الثانیة، ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۳ء، ص ۲۱
- ۶۔ مراد آبادی، راغب، مدح رسولؐ، کراچی: ایجوکیشنل پریس، ۱۹۸۳ء، ص ۴
- ۷۔ ایضاً، ص ۵
- ۸۔ ایضاً، ص ۹۳
- ۹۔ ایضاً، ص ۷۱

- ۱۰۔ ابوالخیر کشتی، ڈاکٹر، سید، ایک زندہ کرامت، مشمولہ مدح رسولؐ، از راغب مراد آبادی، کراچی: ایجوکیشنل پریس، ۱۹۸۳، ص ۲۳
- ۱۱۔ ایضاً، ۵۳
- ۱۲۔ ایضاً، ص ۶۷
- ۱۳۔ ایضاً، ص ۸۱
- ۱۴۔ ایضاً، ص ۸۳
- ۱۵۔ ایضاً، ص ۱۰۰
- ۱۶۔ ایضاً، ص ۱۰۰
- ۱۷۔ ایضاً، ص ۱۰۷
- ۱۸۔ ایضاً، ص ۱۰۹
- ۱۹۔ ایضاً، ۷۰
- ۲۰۔ شان الحق حقی، شاعری الفاظ کا فن ہے، مشمولہ مدح رسولؐ، از راغب مراد آبادی، ص ۳۶
- ۲۱۔ ایضاً، ص ۱۶۰
- ۲۲۔ ایضاً، ص ۱۵۵، ۱۴۸
- ۲۳۔ سید ابوالخیر کشتی، ڈاکٹر، ایک زندہ کرامت، مشمولہ مدح رسولؐ، ص ۲۴
- ۲۴۔ ایضاً، ص ۴۷
- ۲۵۔ ایضاً، ص ۴۷